اسلامی معاشرہ اور منافقت

تحریر:- مولانا عابد مجید مدنی۔ سابق مدرس جامعہ سلفیہ

قول و فعل، زبان و دل، ظاہر و باطن کا تضاد ہی منافقت ہے۔ (حسن بصری)

منافقت ایک ایسا عمل ہے جو مخلوق کو خالق سے دور کر دیتا ہے۔ اسلام نے اس عمل کو شدید ناپسند کیا ہے۔ اسلاف امت، ائمہ کرام، بزرگان دین اور اللہ کے نیک بندے اس بری صفت سے ہمیشہ دور رہتے اور اس سے خائف ہوتے کیونکہ وہ اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ تھے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریمؐ کے تیس صحابہ کرامؓ کو پایا۔ تمام کے تمام منافقت و دورنگی سے دور رہتے۔"

حسن بصریؒ کا قول زریں ہے کہ:

"منافقت سے صرف مومن ہی بچ سکتا ہے۔"

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ

"حضرت ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ جب ہم بادشاہ، امیر اور سلطان کے پاس جاتے ہیں تو ہم اس کے پاس وہ باتیں کرتے ہیں جو اس کی غیر موجودگی میں نہیں کرتے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یہی منافقت ہے۔"

مذکورہ اقوال و فرامین اس بات کے غماز ہیں کہ منافقت بدترین عادت ہے اور اس کے نقصانات بہت بڑے اور خطرناک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین ہر وقت منافقت و دورنگی سے ڈرتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔

دوسری طرف ہمارا حال اس اعتبار سے بھی بہت ابتر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک منافقت ہی کو اپنی کامیابی سمجھ بیٹھا ہے کہ سب کو خوش رکھو، حق بات کو بھی اپنے مفاد کی خاطر اور دوسرے کو راضی رکھنے کے لئے دبا جاؤ اور حقیقت پر پردہ ڈال دو۔ آج ہمارا ہر ادارہ، ہر افسر، ہر ملازم، ہر عہدے دار اور ہر ذمہ دار منافقت کا شکار ہے۔ بنابریں ہمارے معاشرے میں بداعتمادی اور بدگمانی کی فضا قائم ہے۔ یہ سب منافقت کی ہی وجہ سے ہے۔ قرآن کریم کی آیت مبارکہ میں ارشاد الہی ہوتا ہے:

"ان المنافقین ھم الفاسقون۔"

> **منافق و دورنگی انسان کو حق کی پیروی سے روکتی ہے۔ اسکی وجہ سے لوگ نصوص الہیہ کو چھوڑتے ہوئے تاویل باطل کی طرف رجوع کرتے ہیں**

کہ منافق لوگ ہی حقیقت میں فاسق و فاجر اور بدنام ہیں۔

قرآن کریم کی ایک سورۃ کا نام "المنافقون" ہے جس میں منافق افراد کے اعمال کو بیان کیا گیا ہے اور نبی کریمؐ کو اس سے محفوظ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو منافقت سے دلوں کو پاک رکھنے کی دعائیں سکھلائیں۔ آپؐ فرماتے ہیں:

"اے اللہ! ہمارے دلوں کو منافقت سے پاک فرما اور ہمارے اعمال کو اس وباء سے محفوظ فرما اور ہماری آنکھوں کو خیانت سے محفوظ فرما۔"

منافقت کی دونوں قسمیں خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عمل سے اسلام کے ہاں دونوں ہی مذموم ہیں۔

عقیدے و ایمان کی منافقت یہ ہے کہ بظاہر اللہ اور اس کے انبیاء پر ایمان کا اظہار کیا جائے لیکن باطن میں اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرایا جائے جب کہ منافقت عمل یہ ہے کہ گفتگو میں جھوٹ بولا جائے، امانت میں خیانت کی جائے اور لڑتے ہوئے گالی گلوچ کا استعمال کیا جائے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے

ہیں:

''قول و فعل کا تضاد' زبان و دل کا تضاد اور ظاہری وباطنی تضاد منافقت ہے۔''

منافق لوگوں کی اخروی سزا کے متعلق ارشاد ربانی ہوتا ہے:

''یقیناً منافق جہنم کے نچلے گڑھے میں ہوں گے اور ہر گز آپ کو ان کا کوئی حمایتی و مددگار نہیں ملے گا۔''

منافقت کا ظہور

مکی دور میں منافقت کا وجود نہیں تھا کیونکہ مسلمان کمزور و ناتواں تھے' نہ ان کی حکومت تھی' نہ سلطنت اور نہ ہی غنیمتیں۔ جو بھی اسلام قبول کرتا وہ مفاد پرستی اور خود غرضی سے ہٹ کر قبول کرتا اور اسے کئی مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا۔ طرح طرح کی تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا۔ لہذا ایسی فضاء میں خالص کفر اور خالص ایمان کے علاوہ کوئی تیسری چیز (منافقت ودورنگی) موجود نہ تھی۔

ہجرت کے بعد حالات تبدیل ہونا شروع ہوئے اور اسلام ایک قوت کی صورت میں ابھرنے لگا۔ مسلمان اور کافر آپس میں آمنے سامنے ہوگئے اور مسلمانوں کو کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ایسے وقت میں بعض لوگ اپنے مفادات کی خاطر جلد از جلد اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں داخل ہوئے اور یہی منافق کہلائے۔ مثلاً منافقین کے سرخیل عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہری طور پر ایمان لے آئے جب کہ باطنی لحاظ سے وہ مشرکین اور کفار کے ساتھی تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب مدینہ میں منافقت کا آغاز ہوا اور اہل اسلام سازشوں کا شکار ہونا شروع ہوئے۔

منافق کی غلط بیانی اور جھوٹ

منافقین کی اولین علامت غلط بیانی' خلاف حقیقت بات کرنا اور جھوٹ بولنا ہے۔ جھوٹ ایک بری عادت ہے اور یہ صفت جھوٹے کو بالآخر جہنم رسید کرتی ہے۔

منافقوں کی رب تعالیٰ سے منافقت

منافق لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ نیک عمل تو کرتے ہیں مگر شک ان کے دلوں کو کھائے جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

''وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں سے دھوکہ کرتے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ حقیقت میں وہ اپنے آپ سے دھوکہ کر رہے ہوتے ہیں۔''

یعنی وہ بظاہر زبان سے ایمان باللہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کے دل کفر و شرک کا مرکز ہوتے ہیں اور اس چیز کو وہ اپنی ذہانت و فطانت قرار دیتے ہیں۔ انہیں پتہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں کو جانتے ہیں۔ وہ دلوں کے بھید سے واقف ہیں اور قیامت کے روز ایک ایک چیز کا حساب و کتاب اسی ذات نے لینا ہے' لیکن منافق اپنی جہالت' کم علمی اور کم عقلی کی وجہ سے اپنے آپ کو صحیح اور درست شمار کرتے ہیں۔

نماز ایمان باللہ کے بعد اسلام اور کفر کے مابین سب سے بڑی فارق ہے اور افضل ترین عمل ہے۔ منافق اسے نہایت سستی اور کاہلی کے ساتھ ادا کرتے ہیں' جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ منافق نماز میں بھی اللہ تعالیٰ سے دھوکے والا معاملہ کرنے سے باز نہیں آتا اور نہ اس سے خشوع و خضوع کا تصور ہوتا ہے کہ وہ نماز کے معنی کو سمجھے۔ ان کی نماز حقیقت اور روح سے خالی ہوتی ہے۔ لہذا ایسی نماز کے بہتر اثرات بھی انسانی زندگی پر مرتب نہیں ہوتے۔ وہ ایسے نمازیوں کو برائیوں اور فحاشیوں سے نہیں بچاتی۔ ان کی ایسی نماز سے صرف حرکت اور ورزش تو ہو سکتی ہے مگر منافق حقیقی نماز سے محروم رہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''منافقوں پر بھاری اور بوجھل ترین نمازیں فجر اور عشاء کی ہوتی ہیں لیکن اگر انہیں پتہ چل جائے کہ ان میں کس قدر خیر و برکت اور اجر و ثواب ہے تو وہ ان کی طرف اپنے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔''

منافق جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو غافل اور لاپرواہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد ان کے اذہان و قلوب سے کوسوں دور ہوتی ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

''وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کم ہی کرتے ہیں۔ یعنی نماز میں خشوع و خضوع نہیں کرتے'

حضرت ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ جب ہم بادشاہ' امیر اور سلطان کے پاس جاتے ہیں تو ہم اس کے پاس وہ باتیں کرتے ہیں جو اس کی غیر موجودگی میں نہیں کرتے۔ تو آپؓ نے فرمایا یہی منافقت ہے۔

اپنی توجہ دوسری طرف لے جاتے ہیں اور معانی ومطالب پر ان کی نظر نہیں ہوتی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یہی منافق کی نماز ہے' یہی منافق کی نماز ہے' یہی منافق کی نماز ہے۔ منافق بیٹھا غروب آفتاب کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو منافق جلدی جلدی اٹھتا ہے اور چار رکعتوں کو جلدی جلدی کوے کی چونچ مارنے کی طرح ادا کرتا ہے۔"

منافق لوگ جس طرح نماز پڑھنے میں غفلت برتتے ہیں' اسی طرح دوسرے ارکان اسلام کی ادائیگی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہوئے ان کے دل میں اخلاص نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے زکوٰۃ نہیں دیتے بلکہ جرمانہ سمجھ کر بوجھل دل کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بے دلی کے ساتھ وہ خرچ کرتے ہیں۔"

جن منافق لوگوں کا یہ بدترین معاملہ ان دو اہم ارکان اسلام کے ساتھ ہوتا ہے تو دوسرے ارکان کی تو وہ بالکل پرواہ نہیں رکھتے اور انہیں اخلاص کے اس غیر یقینی اور شک کے ساتھ اعمال کرنے کو مرض اور بیماری کہا گیا ہے۔ یہ ایسی بیماری ہے جو بتدریج بڑھتی ہی جاتی ہے جب تک کہ منافق توبہ نہ کرلے۔

ہم میں سے ہر ایک نے منافقت کو ہی کامیابی سمجھ رکھا ہے کہ سب کو خوش رکھو' حق بات کو بھی اپنے مفاد کی خاطر اور دوسروں کو راضی رکھنے کے لئے دبا جاؤ اور حقیقت پر پردہ ڈال دو۔ آج ہمارا ہر ادارہ' ہر افسر' ہر ملازم' ہر عہدیدار اور ہر ذمہ دار منافقت کا شکار ہے۔

مومنوں کی حالت اس کے برعکس ہوتی ہے کہ انکے نیک اعمال کی وجہ سے نیکیوں کی طرف رغبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جب کہ منافقوں میں منافقت کی وجہ سے گمراہی اور سرکشی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ دنیاوی واخروی ہلاکتوں اور مصیبتوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ ان کے برعکس مومن اللہ تعالیٰ پر مکمل اور کامل یقین رکھنے والے' خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرنے والے' مال' اولاد اور جانوں کی پرواہ کئے بغیر جہاد میں حصہ لینے والے اور شہادت کی طرف بڑھتے چلے جانے والے ہوتے ہیں۔ انہیں دنیوی زندگی کے بجائے اُخروی زندگی عزیز ہوتی ہے۔ ان کے قول وفعل' زبان ودل میں مخالفت و منافقت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حقیقی مومن اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور شک کا شکار نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال وجان سے جہاد کرتے ہیں اور وہی سچے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو فوت ہوا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت منافقت والی موت ہوگی۔"

جہاد کو وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جو حقیقی اور پکے مومن ہوتے ہیں۔ جب کہ منافق' جہاد وقتال میں حصہ نہ لے کر اپنی منافقت کا ثبوت دیتے ہیں۔

منافقوں کی مومنوں کے ساتھ منافقت

منافق لوگوں کی مومنوں کے ساتھ منافقت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ وہ بظاہر ان سے محبت و مودت کرتے ہیں لیکن اندرون خانہ ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ باطنی طور پر دشمنی ہی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کہ منافق مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب وہ اپنے شیطان دوستوں (کفار ومشرکین) سے ملاقات کرتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (مسلمانوں) سے ہم مذاق کرتے ہیں۔"

مذکورہ آیت کریمہ منافقوں کی صحیح عکاسی کرتی ہے کہ وہ مسلمانوں سے انس ومحبت سے پیش نہیں آتے اور ہر وقت انہیں نقصان پہنچانے کی سوچتے ہیں۔ منافقین کے بارے میں رب تعالیٰ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"منافق دو فریقوں کے درمیان تذبذب ہوتے ہیں۔ خلوص نیت کے ساتھ کسی ایک سے نہیں ملتے۔ وہ کفر وایمان دونوں کے مابین حیران وششدر پھرتے ہیں۔"

منافق قسمیں اٹھا اٹھا کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور قسموں کو بطور حربہ استعمال کرتے ہیں' تاکہ ان کی منافقت پر

پردہ پڑ جائے اور حقیقت آشکار نہ ہو۔ لہذا دنیا میں ان کا قسمیں اٹھانا قیامت کے روز منافقت اور جھوٹ میں شمار ہو گا۔

منافقت کی دوسری نشانی وعدے کی خلاف ورزی

وعدے کی مخالفت جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے جو گناہ کبیر ہے۔ اس سے لوگوں کی مصلحتوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ وعدہ خلافی معاشرے میں حسد، بغض اور دشمنی کو جنم دیتی ہے۔

وعدہ خلافی کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وعدہ کیا ہی اس نیت کے ساتھ جائے کہ پورا نہیں کیا جائے گا۔ یہ خلاف ورزی کی بدترین قسم ہے۔ دوسری یہ کہ وعدہ کرتے ہوئے اس کی وفا کا عزم تو کیا جائے لیکن بعد میں اسے بغیر عذر کے پورا نہ کیا جائے۔ وعدہ خلافی کی یہ دونوں مذکورہ قسمیں کبیرہ گناہ ہیں اور منافقت و دو رنگی کی علامت ہیں۔ ان دونوں ہی سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔

منافق کی ذات پر منافقت کے برے اثرات

منافقت کا اولین نقصان خود منافق کی ذات کو پہنچتا ہے کہ وہ اسے تباہی و بربادی کے گڑھوں میں ڈال دیتی ہے، وہ اپنا اعتماد کھو بیٹھتا ہے، خوف، ڈر اور اضطرابی کیفیت اسے دامن گیر رہتی ہے۔ دنیا میں اسے یہ فکر رہتی ہے کہ کب اسے جرم کی پاداش میں پکڑ لیا جائے گا اور آخرت میں اسے جہنم کے نچلے گڑھے میں دھکیل دیا جائے گا۔

منافقت کے دینی نقصانات

منافقت و دو رنگی انسان کو حق کی پیروی سے روکتی ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ نصوص الٰہیہ کو چھوڑتے ہوئے تاویل باطل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب لوگوں کے دلوں میں شک، شبہ اور تذبذب پیدا ہو جاتا ہے تو وہ کتاب اللہ کے احکام و اوامر کی پرواہ نہیں کرتے اور دین میں فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں۔

منافقوں سے برتاؤ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر طور پر منافقوں کی باتوں کو مانتے اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے اور ساتھ انہیں وعظ و نصیحت کرتے۔ آپ ان کی باتوں پر کان نہ دھرتے اور صحابہؓ کو ان سے دوستی لگانے سے بھی منع فرماتے۔

منافقین کے لئے توبہ الی اللہ اور رجوع الی اللہ کا دروازہ کھلا ہے کیونکہ رب تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ اگر منافقین اس بری صفت سے خالصتاً توبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے صحیح راستے کو اپنا لیں تو وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم سے نوازیں گے۔

بقیہ مہمان نوازی

اور اس کی بیوی کا قصہ سنایا۔

یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ یہ میری بیوی اس اعرابی کی بہن ہے جس کے یہاں آپ رد آئے ہیں اور اس کی عورت جس سے آپ کو ناگواری ہوئی تھی وہ میری بہن ہے۔ ہشم کہتے ہیں کہ یہ رات میں نے بڑی حیرت سے گزاری اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔

(ماخوذ از حیات الحیوان)

قول و فعل میں کامل یکسوئی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول و فعل میں کامل یکسوئی پائی جاتی تھی، جو کہتے اس کے مطابق ان کا عمل بھی ہوتا، لوگوں کو منکرات سے روکتے اور خود منکرات سے اجتناب کرتے، اکثر و بیشتر دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک سفر کرنے کا اتفاق ہوا جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو آپ آدھی رات تک عبادت میں مشغول رہتے جبکہ دوسرے ہم سفر تھکاوٹ سے چور ہو کر نیند کی آغوش میں محو استراحت ہوتے۔ میں نے ایک رات دیکھا کہ آپ بار بار یہ آیت پڑھ رہے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں:

وجاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد۔ (ق ۔ ۱۹)

ترجمہ:- وہ فوت کی جان کنی حق لے کر آپہنچی یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

آپ اس رات مسلسل یہی آیت طلوع فجر تک پڑھتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ علم و تقویٰ کے معیار پر پورے اترنے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کے پیکر تھے، خشیت الٰہی سے رات بھر روتے رہتے، آپ کے صاف شفاف رخساروں پر لگاتار آنسو اس طرح بہتے جیسے موتیوں کی لڑی ہو۔